فضائل وآداب قرآن

فضائل القرآن وآدابه

(باللغة الأردية)

تالیف

فضیلة الشیخ / حا فظ صلا ح الدین یوسف حفظه الله

مراجعہ

شفیق الرحمن ضیاء الله مدنی

ناشر

مکتب تعاونی برائے دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوه

ریاض مملکت سعودی عرب

islamhouse.com

بسم الله الرحمن الرحيم

فضائل وآداب قرآن

فضیلة الشیخ حافظ صلا ح الدین یوسف حفظه الله

(مأخوذاز مقدمہ تفسیرالسعدی- ناشر-دارالسلام- ریاض)

قرآن کریم الله تعالی' کا کلام ہے جواس نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے سے اپنے آخری پیغمبرحضرت محمد رسول الله ﷺ پر نا زل فرمایا . اس اعتبارسے یہ بھی آخری پیغمبر کی طرح آخری آسمانی کتاب ہے.

جس طرح رسول الله ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ، اسی طرح قرآن کریم کے بعد کوئی آسمانی وحی کسی پرنازل نہیں ہوگی- اسی لئے قرآ ن کو الله تعالی' نے تمام جہانوں کے لئے نصیحت قراردیا : ﴿ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ﴾ (٥٢) سورة القلم

اب یہی قرآن کریم قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے کتاب ہدایت اوردستورحیات ہے-

جن افراد یا اقوام نے اس سے اپنا تعلق جوڑا ،اس سے رہنمائی حاصل کی اور اسے اپنا دستورالعمل بنایا ،وہ یقیناً دین ودنیا کی سعادتوں سے ہمکناراوراس سے اعراض وتغافل کرنے والے ذلیل وخوارہوں گے- جیسے رسول الله ﷺ نے فرمایا :(إن الله یرفع بهذاالكتاب أقواماً ویضع به آخرین)) (صحیح مسلم ،صلاة المسافرین،باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمه ...الخ :٨١٧)

"الله تعالی' اس کتاب کے ذریعے سے بہت سے لوگوں کوبلندی عطا فرماتا ہے اورکچھ د وسروں کو پستی میں دھکیل دیتا ہے -"

یہ سرفرازی انہی لوگوں کا مقدربنتی ہے جوقرآن کے احکام بجا لاتے اوراسکی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرتے ہیں اوراسکے برعکس کردارکے حامل لوگوں کے لئے بالآخرذلت ورسوائی ہے- چنانچہ مسلمانوں کو اللہ نے اسلام کی ابتدائی چند صدیوں میں ہرجگہ سرخرو کیا اورانہیں بلندیاں عطا کیں ، کیونکہ وہ قرآن کے حامل اورعامل تھے- اس پرعمل کی برکت سے وہ دین ودنیا کی سعادتوں سے بہرہ ورہوئے- لیکن مسلمانوں نے جب سے قرآن کے احکام وقوانین پرعمل کرنے کو اپنی زندگی سے خارج کردیا، تب ہی سے ان پر ذلت ورسوائی کا عذا ب مسلّط ہے-

بنابریں ضروری ہے کہ مسلمانوں کا تعلق قرآن کریم کے ساتہ صحیح معنوں میں دوبارہ جوڑنے کی کوشش کی جائے،تاکہ وہ قرون اولی' کے مسلمانوں کی طرح اس سے کسب فیض کرکے اپنی زندگی کی راہوں کوروشن اورمتعین کرسکیں – اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تفسیر کے آغازمیں ایک توقرآن کریم کے فضائل مختصراً بیان کردئے جائیں تاکہ لوگوں میں قرآن پڑھنے کی ترغیب پیداہو-

ثانیاً: تلاوت قرآن کے آداب پربھی کچہ روشنی ڈال دی جائے تاکہ قرآن پڑھنے کے فوائد بھی انہیں حاصل ہوسکیں، کیونکہ جب تک کسی کام کو اس کے آداب وشرائط کے مطابق نہ کیا جائے ،اس کے ثمرات حاصل نہیں ہوتے-

ثالثاً: قرآن کریم میں تدبراورغوروفکرکی اہمیت کو اجاگرکردیا جائے،کیونکہ جب تک قرآن کے معانی ومطالب کونہ سمجھا جائے ، اللہ کی پسند وناپسند کا علم نہ ہو، اس وقت تک قرآن کے پڑھنے کا

اصل مقصد حاصل نہیں ہوسکتا – اُخروی ثواب توبلا سمجھکر پڑھنے سے بھی حاصل ہوجائے گا ،لیکن دنیا میں ہماری زندگیوں میں محض تلاوت سے کوئی تبدیلی نہیں آسکتی – یہ تبدیلی اسی وقت آسکتی ہے جب ہم قرآن کریم کو سمجھتے ہوئے اس نیت سے پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے مخاطب ہے اورہم اسکے مخاطب ہیں – وہ ہمیں زندگی گزارنے کے جواصول اورضابطے بتلا رہا ہے ، ہم انہیں اختیارکریں گے اوراپنے شب وروز کے معمولا ت کوانکے مطابق بنائیں گے – کیونکہ عمل ہی اصل بنیاد ہے، اس کے بغیرقرآن کا محض سمجھ لینا بھی بے فائدہ ہے- سمجھنے کا اصل مقصد اس پرعمل کرنا ہو، تب وہ سمجھنا ہی اصل سمجھنا ہے کیونکہ وہی مفید اورنتیجہ خیزہوتا ہے- ورنہ ایک شخص یہ سمجھ بھی لے کہ یہ سنکھیا(زہر) ہے جس سے بچنا ضروری ہے- لیکن وہ اس سے نہ بچے، بلکہ اسے کھا جائے توظاہربات ہے کہ اسکی ہلاکت یقینی ہے-

فضائل قرآن : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سےروایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا :((من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ الحسنۃ والحسنۃ بعشرأمثالھا لا أقول ألم حرف، ولکن ألف حرفٌ ، ولام حرفٌ، ومیم حرفٌ)) **(جامع الترمذی، فضائل القرآن ،باب ماجاء فی من قرأ حرفاً من القرآن مالہ من الأجر،ح: ۲۹۱۰)**

"جس شخص نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کا ایک حرف پڑھا ،اسکے لئے ایک نیکی ہے اورایک نیکی دس نیکیوں کے برابرہے- میں نہیں کہتا کہ " الم" ایک حرف ہے ،بلکہ الف ایک حرف ہے ،لام ایک حرف ہے اورمیم ایک حرف ہے"-

یعنی یہ تین حرفوں سے مرکب ہے اوراسکے پڑھنے والے کو ۳۰ نیکیاں ملیں گی-

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نےرسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا: (إقرءوا القرآن فإنه يأتي يوم القيامة شفيعاً لأصحابه) **(صحيح مسلم ، صلاة المسافرين، باب فضل القرآن .. الخ،ح : ٨٠٤)**

"قرآن (کثرت سے) پڑھا کرو اس لئے کہ قیامت کے دن یہ اپنے ساتھیوں (پڑھنے والوں) کے لئے سفارشی بن کرآئے گا"-

سفارشی کا مطلب ہے کہ اللہ تعالی' قرآن مجید کو قوت گویائی عطا فرمائے گا اوروہ اپنے قاری اورعامل کے گناہوں کی مغفرت کا اللہ سے سوال کرے گا جسے اللہ قبول فرمائے گا ، جیسا کہ دوسری روایات میں اس کی سفارش کی قبولیت کی نوید دی گئی ہے.

اسی طرح بہت سی سورتوں کی فضیلت میں بھی یہ چیز بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والوں کی مغفرت کے لئے اللہ کی بارگاہ میں کوشش کریں گی- مثلاً ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :((يُؤتى' بالقرآن يوم القيامة وأهله الذين كانوا يعملون به تقدمه سورة البقرة وآل عمران وضرب لهما رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة أمثالٍ، ما نسيتُهن بعدُ، قال: كأنهما غمامتان أو ظلتان سوداوان، بينهما شرق أوكأنهما فرقان من طيرصوافّ تحاجّان عن صاحبهما)) **(صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن.... الخ،ح: ٨٠٥)**

" قیامت کے دن قرآن کو اوران لوگوں کو جو(دنیا میں) اس قرآن پرعمل کرتے تھے (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا، سورۂ بقرہ اورسورۂ آل عمران ان کے آگے ہوں گی- رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے تین مثالیں بیان فرمائیں جن کومیں ابھی تک نہیں بھولا، آپ نے فرمایا:"

(وہ سورتیں اس طرح آئیں گی) گویا کہ وہ دو بدلیاں یا دو سیاہ سائبان ہیں، ان کے درمیان روشنی ہے- یا وہ دونوں (ایسے آئیں گی) گویا کہ وہ پرپھیلائے پرندوں کے دو جھنڈ ہیں، وہ دونوں سورتیں (اس طرح آکر) اپنے (پڑھنے اورعمل کرنے والے) ساتھیوں کی طرف سے اللہ سے جھگڑیں گی-"

اسی طرح کی فضیلت قرآن کریم کی متعدد سورتوں کی احادیث میں بیان کی گئی ہے-

حضرت عقبہ بن عامررضی اللہ عنہ بیا ن کرتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی کے صفے (چبوترے) پر(جہاں اصحاب صفہ ہوتے تھے) بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اورفرمایا: تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ روزانہ صبح صبح بطحان جگہ یا وادی عقیق جائے اوروہاں سے بغیرکسی گناہ یا قطع رحمی کے دوبلند کوہان اونٹ لے کرآئے- ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ! ہم (سب ہی) یہ پسند کرتے ہیں (کہ اس طرح روزانہ دواونٹ ہمیں مل جائیں) آپ نے فرمایا :" توپھرتم میں سے ایک آدمی صبح کے وقت مسجد میں جاکراللہ عزوجل کی کتاب کی دو آیتیں کیوں نہیں پڑھتا یا ان کا علم کیوں حاصل نہیں کرتا- یہ اسکے لئے دواونٹوں سے بہترثابت ہوں گی اور تین آیتیں تین اونٹوں سے اورچارچارسے اوراسی طرح جتنی آیتیں وہ پڑھے یا جانے گا، اتنے ہی اونٹوں سے وہ اس کے لئے بہترہوں گی-" **(صحیح مسلم ،صلاۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ القرآن فی الصلاۃ وتعلمہ، ح:۸۰۳)**

"حضرت اسید بن حضیررضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات کو وہ اپنے کھلیان میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ انکا گھوڑا(جوایک طرف کھڑا ہواتھا) بدکا- (انہوں نے اسے ایک نظردیکھا) اورپھرپڑھنے

لگے، کہ وہ دوبارہ بدکا، (انہوں نے اسے دیکھا اور) پھرپڑھنے میں مصروف ہوگئے ،تووہ پھربدکا، اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حتی' کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ(میرے لڑکے) یحیی' کو نہ روند ڈالے،چنانچہ میں گھوڑے کی طرف گیا، تو دیکھا کہ میرے اوپرسائبان کی مثل کوئی چیزہے اس میں دیے سے روشن ہیں (میرے دیکھنے پر) وہ فضا میں اوپرچڑھنے شروع ہوگئےحتی' کہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے- میں صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضرہوا اوریہ سارا ماجرا آپ کے سامنے بیان کیا ، توآپ نے قرآ ن مجید پڑھنے ہی کا حکم دیا – میں نے پھر(دوسری رات کو) پڑھا، توگھوڑا اسی طرح بدکا، میں نے پھرآکربتلایا ، توآپ نے پڑھنے ہی کا حکم دیا، میں نے پھر(رات کو) پڑھا، تو اسی طرح کا منظرسامنے آیا اورمجھے یحیی' کے کچلے جانے کا اندیشہ محسوس ہوا اورسائبان کی مثل چیزدیکھی جس میں چراغ سے روشن تھے، وہ آہستہ آہستہ اوپرچڑھنے شروع ہوگئے حتی' کہ وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے ،تورسول اللہ ﷺ نے فرمایا :"یہ فرشتے تھے جو تیرا قرآن سن رہے تھے اوراگرتوپڑھتا رہتا تو صبح کو یہ منظرلوگ بھی دیکھتے -(**صحیح مسلم ،صلاۃ المسافرین ،باب نزول السکینۃ لقراءۃ القرآن ، ح:٧٩٦**)

ایک اورروایت میں ہے، مذکورہ تفصیل سن کررسول اللہ ﷺ نے فرمایا :(فإنها السكينة تنزلت عندالقرآن) (**صحیح مسلم، ح: ٧٩٥**)

"یہ سکونت تھی جوقرآ ن کی وجہ سے نازل ہورہی تھی"-

سکینت سے مراد ،طمانینت اوررحمت ہے جوفرشتوں کے ساتھ نازل ہوتی ہے – گویا کہ تلاوت قرآن کی وجہ سے اللہ تعالی' کی طرف سے

فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جس میں طمانینت ،تسکین اورراحت ہوتی ہے.

حضرت ابوموسی' اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا :(مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن كمثل الأترجّة ريحها طيّب وطعمها طيب، ومثل المؤمن الذي لا يقرأ القرآن كمثل التمرة لاريح لها وطعمها حلو، ومثل المنافق الذي يقرأ القرآن كمثل الرّيحانة ريحها طيب وطعمها مُرٌّ، ومثل المنافق الذي لا يقرأالقرآن كمثل الحنظلة ليس لها ريح، وطعمها مرٌّ)) **(صحيح البخاري ،باب الأطعمة، باب ذكرالطعام، ح: ٥٤٢٧ وصحيح مسلم ،صلاة المسافرين،باب فضيلة حافظ القرآن ،ح:٧٩٧)**

"اس مومن کی مثا ل جوقرآن کریم پڑھتا ہے ،میٹھے لیمون(نارنگی) کی سی ہے کہ اسکی خوشبوبھی اچھی ہے اوراسکا ذائقہ بھی میٹھا ہے اوراس مؤمن کی مثال جوقرآن نہیں پڑھتا کھجورکی طرح ہے – جس کی خوشبونہیں اوراسکا ذائقہ میٹھا ہے اوراس منافق کی مثال جوقرآن پڑھتا ہے ، خوشبودارپودے (جیسے نازبو،یاسمین وغیرہ) کی طرح ہے، جس کی خوشبواچھی ہے اوراسکا ذائقہ تلخ ہے اوراس منافق کی مثال جوقرآن نہیں پڑھتا ، اندرائن (تمہ) کی طرح ہے جس میں خوشبونہیں اوراسکا ذائقہ کڑوا ہے-"

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا اوراس پرعمل کرنے والا مومن توخوش رنگ اورخوش ذائقہ پھل کی طرح عند اللہ بھی مقبول ہے اورلوگوں میں بھی اس کی عزت ہے اورجومومن قرآن نہیں پڑھتا تاہم قرآن کا عامل ہے، اللہ کے ہاں اورلوگوں کی نظروں میں بھی اچھا ہے اورقرآن پڑھنے والے منافق (یا فاجر) کا ظاہراچھا ہے لیکن باطن گند

اورتاریک ہے اورآخرمیں اس منافق کا ذکرہے جو قرآن نہیں پڑھتا ،اسکا ظاہراورباطن دونوں نا پاک ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول ﷺ نے فرمایا :((الماھربالقرآن مع السفرۃ الکرام البررۃ ،والذي یقرأ القرآن ویتعتع فیه وھو علیه شاقٌّ له أجران))(**صحیح البخاري، التفسیر، سورۃ عبس ،ح:٤٩٣٧وصحیح مسلم ،صلاۃ المسافرین ،باب فضل الماھربالقرآن والذي یتعتع فیه، ح:٧٩٨واللفظ لمسلم)**

"قرآن کا ماہر(قیامت کے دن) ان فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو(دنیا میں) وحی الہی لانے والے بزرگ اورنیکوکارہوں گے – اورجو قرآن اٹک اٹک کرپڑھتا ہے اوراسکے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے، اس کیلئے دگنا اجرہے –"

ماہرسے مراد، قرآن کریم کا حافظ اورتجوید وحسن صوت سے پڑھنے والا ہے اوردوسرا وہ شخص ہے جوحافظ ہے نہ حسن صوت اورتجوید سےبہرہ ور،اسلئے قرآن فصاحت اورروانی سے نہیں پڑھ سکتا- لیکن اس کے باوجود ذوق وشوق سے اٹک اٹک کرپڑھتا ہے اورپڑھنے میں اسے جومشقت ہوتی ہے اسے برداشت کرتا ہے- اس مشقت کی وجہ سے اسے دگنا اجرملے گا- تاہم دونوں ہی قرآن کریم کی وجہ سے خصوصی شرف وفضل سے بہرہ ورہوں گے-

اسی لئے ایک اورحدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا ، جوحضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے : ((خیرکم من تعلم القرآن وعلمه))

(صحیح البخاري ،فضائل القرآن ،باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمه، ح:٥٠٢٧)

"تم میں سب سے بہتروہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اوراسے (دوسروں کو) سکھلائے-"

ایک اورحدیث میں ، جوحضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ،رسول ﷺ نے فرمایا: ((يقال لصاحب القرآن إقرأ وارتق ورتل كما كنتَ ترتل في الدنيا ،فإن منزلك عند آخرآية تقرؤها))(**سنن أبی داود، الوتر،باب كيف يستحب الترتيل في القراءة،ح: ١٤٦٤، جامع الترمذي ،فضائل القرآن ،باب ان الذي ليس في جوفه من القرآن كالبيت الخرب... ح: ٢٩١٤**)

"صاحب قرآن(قرآن پڑھنے اوراسے حفظ کرنے والے) سے (قیامت کے دن) کہا جائے گا پڑھتا جا اور(درجے) چڑھتا جا اوراس طرح آہستہ آہستہ تلاوت کرجیسے تو دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا، پس تیرا مقام وہ ہوگا جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہوگی-"

یہی وہ اخروی فضیلت اورسعادت ابدی ہے ،جس کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے حامل قرآن پررشک کرنے کو جائز قراردیا ہے – چنانچہ ایک حدیث میں ، جوحضرت ابن عمررضی اللہ عنہما سے مروی ہے ،آپ ﷺ نے فرمایا : ((لا حسد إلا في اثنتين : رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به آناء الليل وآناء النهار،ورجل آتاه الله مالا فهو ينفقه آناء الليل وآناء النهار)) (**صحيح مسلم، صلاة المسافرين ، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه... ،ح: ٨١٥**)

"سوائے دوآدمیوں کے کسی پررشک کرنا جائزنہیں – ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن عطا کیا (یعنی اسے حفظ کرنے کی توفیق دی) پس وہ اسکے ساتھ رات اوردن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے (یعنی اللہ کی عبادت کرتا ہے) اوردوسراوہ آدمی جسے اللہ نے مال ودولت سے نوازا، تو وہ اسے (اللہ کی راہ میں) رات اوردن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے-"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ((وماجتمع قوم فی بيت من بيوت الله ،يتلون كتاب الله ويتدارسونه

بينہم ،إلا نزلت عليہم السكينۃ وغشيتہم الرحمۃ وحفتہم الملائكۃ ،وذكرهم الله فيمن عنده)) **(صحيح مسلم ،الذكروالدعاء ،باب فضل الإجتماع على تلاوة القرآن ...،ح: ٢٦٩٩)**

"جولوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھرمیں جمع ہوکراللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اورآپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اسکا تکرارکرتے (یا درس دیتے) ہیں ، توان پر(اللہ کی طرف سے) سکینت (تسکین ورحمت) نازل ہوتی ہے، رحمت انہیں ڈھانک لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیرلیتے ہیں اوراللہ تعالی' ان فرشتوں میں انکا ذکرفرماتا ہے جواسکے پاس ہوتے ہیں-"

اسکا ایک مفہوم تویہ ہے کہ ایک دوسرے کوقرآن کا درس دیتے ہیں ،یعنی قرآنی علوم ومعارف پرمذاکرہ ومباحثہ کرتے ہیں – دوسرامفہوم ہے کہ قرآن مجید کا باہم دورکرتے ہیں – یعنی ایک دوسرے کوقرآن کریم سناتے ہیں – یہ دونوں ہی مفہوم صحیح ہیں، کیونکہ دونوں ہی کام محمودومستحسن ہیں اوراللہ کی خصوصی رحمت ورضامندی کے باعث ہیں-

بہرحال مذکورہ احادیث سے واضح ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اسے حفظ کرنا، اس پرعمل کرنا اسکی تفہیم وتدریس کے حلقے قائم کرنا ، اسکی تعلیم وتعلم سے وابستہ ہونا، اسکی نشرواشاعت اورتبلیغ ودعوت کا اہتمام کرنا ،اسکے ساتھ راتوں کوقیام کرنا اوراسکا آپس میں دورکرنا، یہ سب کام نہایت پسندیدہ اوربڑے فضیلت والے ہیں- قیامت کے دن یہ سب وابستگان قرآن اللہ کے خصوصی قرب اوراسکی رضا سے بہرہ ور، اسکی رحمت ومغفرت سے شا د کام اورجنت کے اعلی' درجوں پرفائزہوں گے-

اورظاہربات ہے کہ اللہ نے جن حاملین قرآن کے لئے یہ اخروی فضیلتیں رکھی ہیں، وہ دنیا میں اپنے قرآن پرعمل کرنے والوں کوذلیل ورسوا نہیں کرسکتا، بلکہ وہ دنیا میں بھی عزت ووقاراورتفوق وغلبہ عطا کرنے پرقادرہے- مسلمان قرآن پرعمل کرکے تو دیکھیں: ﴿ وَلاَ تَهِنُوا وَلاَ تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ سورة آل عمران﴾ (۱۳۹)

قرآن کریم کا اعجازاوراسکی تاثیر: قرآن مجید اللہ تعالی' کا مقدس کلام ہے جواپنے اعجازوبلاغت اورتاثیروفصاحت میں بے مثال ہے -یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی' نے انسانوں اورجنوں کوقرآن کریم کی ایک چھوٹی سی سورت جیسی سورت بناکردکھانے کا چیلنج دیا، لیکن وہ عرب بھی، جن کواپنی فصاحت وبلاغت پراتنا زیادہ نازتھا کہ وہ اپنے ماسوا (غیرعربوں) کوعجمی (گونگے) کہا کرتے تھے ،قرآن کی نظیرپیش کرنے سے قاصررہے-

اسکی یہی تاثیرتھی کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربارمیں حضرت جعفرطیاررضی اللہ عنہ نے جب سورۂ مریم کی تلاوت کی ، تووہ اوراسکے درباری قرآن کے حسن بیان اوراسکی صداقت سے سخت متاثرہوئے اوران کی آنکھوں سے بے اختیارآنسوجاری ہوگئے ،حتی' کہ وہ ایمان لے آئے- اللہ تعالی' نے اسکا نقشہ سورة المائدة میں کھینچا ہے ،فرمایا: ﴿ وَإِذَا سَمِعُواْ مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُواْ مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ سورة المائدة (۸۳)

"جب وہ ، قرآن سنتے ہیں جورسول ﷺ کی طرف نازل ہوا، توآپ دیکھیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسوبہتے ہیں ،اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کوپہچان لیا- وہ کہتے ہیں ، اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ،پس تو ہمیں (ایمان کی) گواہی دینے والوں میں لکھ لے"-

سورہ حم السجدہ کی، جسے سورۂ فصلت بھی کہتے ہیں ،شان نزول کی روایات میں بتلایا گیا ہے کہ ایک مرتبہ سرداران قریش نے باہم مشورہ کیا کہ محمد (ﷺ) کے پیروکاروں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہی ہورہا ہے،ہمیں اسکے سدباب کے لئے ضرورکچھ کرنا چاہئے – چنانچہ انہوں نے اپنے سب سے زیادہ بلیغ وفصیح آدمی "عتبہ بن ربیعہ" کا انتخاب کیا ،تاکہ وہ آپ سے گفتگوکرے، چنانچہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں گیا اورآپ ﷺ پرعربوں میں انتشاروافتراق پیداکرنے کا الزام عائد کرکے پیشکش کی کہ اس نئی دعوت سے اگرآپ کا مقصد مال ودولت کا حصول ہے، تو وہ ہم جمع کئے دیتے ہیں ،قیادت وسیادت منوانا چاہتے ہیں توآپ کو ہم اپنا لیڈراورسردارمان لیتے ہیں ،کسی حسین عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں توایک نہیں ایسی دس عورتوں کا انتظام ہم کردیتے ہیں اوراگرآپ پرآسیب کا اثرہے جس کے تحت آپ ہمارے معبودوں کوبراکہتے ہیں ،توہم اپنے خرچ پرآپ کا علاج کروادیتے ہی- آپ نے اسکی تمام باتیں سن کراس سورت کی تلاوت اسکے سامنے فرمائی ، جس سے وہ بڑا متاثرہوا- اس نے واپس جاکرسرداران قریش کوبتلایا کہ وہ جوچیزپیش کرتا ہے وہ جادو اورکہانت ہے نہ شعروشاعری- مطلب اسکا آپ کی دعوت پرسرداران قریش کو غوروفکرکی دعوت دینا تھا- لیکن وہ غوروفکرکیا کرتے- الٹا

عتبہ پرالزام لگا دیا کہ توبھی اسکے سحرکا اسیرہوگیا- یہ روایات مختلف اندازسے اہل سیروتفسیرنے بیان کی ہیں- امام ابن کثیراورامام شوکانی رحمہما اللہ نے بھی انہیں نقل کیا ہے-

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں " یہ روایات اس بات پردلالت کرتی ہیں کہ قریش کا اجتماع ضرورہوا ، انہوں نے عتبہ کوگفتگوکیلئے بھیجا اورنبی ﷺ نے اسے سورت کا ابتدائی حصہ سنایا ،جس سے وہ شدید متاثرہوا"

قرآن کریم کی آیت ہے:﴿ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ سورة المائدة (١١٨)

"اگرتوان کوعذاب دے ،تووہ تیرے بندے ہیں اوراگرتوان کومعاف کردے،توتوغالب حکمت والا ہے"-

مطلب یہ ہے کہ یا اللہ ! انکا معاملہ تیری مشییت کے سپردہے- کیونکہ تو﴿ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ سورة البروج (١٦)

"جوچاہے کرسکتا ہے" اورتجھ سے بازپرس کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے- ﴿ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ﴾ سورة الأنبياء (٢٣)

"اللہ جوکچھ کرتا ہے اس سے بازپرس نہیں ہوگی،البتہ لوگوں سے انکے کاموں کی بازپرس ہوگی-"

گویا آیت میں اللہ تعالی' کے سامنے بندوں کی عاجزی وبے بسی کا اظہاربھی ہے اوراللہ کی عظمت وجلالت اوراسکے قادرمطلق اورمختارکل ہونے کابیان بھی اورپھران باتوں کے حوالے سے عفوومغفرت کی التجا بھی-

سبحان الله کیسی عجیب وبلیغ آیت ہے-اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ"
ایک رات، نبی ﷺ پرنوافل میں اس آیت کوپڑھتے ہوئے ایسی کیفیت
طاری ہوئی کہ باربارہررکعت میں اسے ہی پڑھتے رہے ،حتی' کہ
صبح ہوگئی-"(مسند احمد٥/١٤٩)

اہل ایمان کی صفات میں اللہ نے فرمایا : إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّهُ
وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾
سورة الأنفال (٢)

"مومن توصرف وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکرکیا جائے توان کے دل
ڈرجائیں اورجب ان پراسکی آیات پڑھی جا ئیں ،تو ان کے ایمانوں میں
اضافہ ہوجائے اوروہ اپنے رب پربھروسہ رکھتے ہیں-"

ایک اورمقام پراللہ نے فرمایا: ﴿ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ﴾
سورة الزمر (٢٣)

"قرآن سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جواپنے رب
سے ڈرتے ہیں-"

کیونکہ وہ ان وعیدوں اورتخویف وتہدید کوسمجھتے ہیں جونافرمانوں
کے لئے اس قرآن میں ہیں- پھرفرمایا: ﴿ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى
ذِكْرِ اللَّهِ ﴾ سورة الزمر (٢٣)

" پھران کی جلدیں اوردل اللہ کے ذکرکیلئے نرم ہوجاتے ہیں-"

یعنی جب اللہ کی رحمت اوراسکے لطف وکرم کی امید ان کے دلوں میں
پیدا ہوتی ہے توان کےاندرسوزوگدازپیدا ہوجاتا ہے اوروہ اللہ کے
ذکرمیں مصروف ہوجاتے ہیں – حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ اس میں اولیاء اللہ کی صفت بیان کی گئی ہے کہ اللہ کے خوف

سے ان کے دل کانپ اٹھتے، ان کی آنکھوں سے آنسورواں ہوجاتے ہیں اوران کے دلوں کواللہ کے ذکرسے اطمینان نصیب ہوتا ہے – یہ نہیں ہوتا کہ وہ مدہوش اورحواس باختہ ہوجائیں اورعقل وہوش باقی نہ رہے، کیونکہ یہ بدعتیوں کی صفت ہے اوراسمیں شیطان کا دخل ہوتا ہے- (ابن کثیر)

جیسے آج بھی بدعتیوں کی قوالی میں اس طرح کی شیطانی حرکتیں عام ہیں ،جسے وہ "وجدوحال یا سکرومستی " سے تعبیرکرتے ہیں – امام ابن کثیررحمہ اللہ فرماتے ہیں : اہل ایمان کا معاملہ اس بارے میں کافروں سے بوجوہ مختلف ہے- ایک یہ کہ اہل ایمان کا سماع ،قرآن کریم کی تلاوت ہے، جب کہ کفارکا سماع ، بے حیا مغنیات کی آوازوں میں گانا بجانا اورسننا ہے(جیسے اہل بدعت کا سماع مشرکانہ غلوپرمبنی قوالیاں اورنعتیں ہیں) دوسرے ،یہ کہ اہل ایمان قرآن سن کرادب وخشیت سے ،رجاومحبت سے اورعلم وفہم سے روپڑتے ہیں اورسجدہ ریزہوجاتے ہیں- جب کہ کفارشورکرتے ہیں اورکھیل کودمیں مصروف رہتے ہیں – تیسرے ،اہل ایمان سماع قرآن کے وقت ادب وتواضع اختیارکرتے ہیں ، جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت مبارکہ تھی، جس سے ان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے اورانکے دل اللہ کی طرف جھک جاتے تھے-(ابن کثیر).

تلاوت قرآن کے آداب

قرآن کریم کی یہ اثرانگیزی گومخصوص آداب کی مرہون منت نہیں تھی، بلکہ یہ اس کی اپنی شان کا اوراس صفت جذب وانجذاب کا نتیجہ تھا جوان لوگوں کے دلوں میں ودیعت ہوتی ہے،جن کی قسمت میں حق کا قبول کرنا لکھا ہوتا ہے- تاہم اہل ایمان کوحکم ہے کہ وہ تلاوت کرتے وقت حق تلاوت اداکریں تاکہ وہ قرآن کے مواعظ وعبر، قصص وامثال اورانداز وتبشیرسے زیادہ فیض یاب ہوں-جیسے اللہ تعالی' نے اہل کتاب کی صفت بیان فرمائی: ﴿ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلاَوَتِهِ أُوْلَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ﴾ سورة البقرة(١٢١)

"وہ لوگ جنکوہم نے کتاب دی ،وہ اس کتاب کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اسکی تلاوت کا حق ہے ،یہی لوگ اس پرایمان لاتے ہیں"-

تلاوت کا یہ حق وہ کس طرح اداکرتے ہیں-اسکے کئی مطلب بیان کئے گئے ہیں،مثلا:

- وہ کتاب الہی کو خوب توجہ اورغورسے پڑھتے ہیں، جنت کا ذکرآتا ہے توجنت کا سوال کرتے اورجہنم کا ذکرآتا ہے ،تواس سے پناہ مانگتے ہیں –
- اس کے حلال کوحلال، حرام کوحرام سمجھتےاورکلام الہی میں تحریف نہیں کرتے (جیسے اہل زیغ وضلال کا شعارہے)
- اسکی محکم باتوں پرعمل کرتے ،متشابہات پرایمان رکھتے اورجوباتیں سمجھ میں نہیں آتیں،وہ علماء سے حل کرواتے ہیں-

- اسکی ایک ایک بات پر عمل کرتے، اپنی طرف سے دین میں اضافہ نہیں کرتے -(فتح القدیر للشوکانی)
- واقعہ یہ ہے کہ حق تلاوت میں یہ سارے مفہوم داخل ہیں اورہدایت ایسے ہی لوگوں کے حصے میں آتی ہے جومذکورہ باتوں کا اہتمام کرتے ہیں-
- گویا قرآن کا سب سے بڑاادب مذکورہ باتوں کا اہتمام اورانکے برعکس رویہ سب سے بڑی بے ادبی ہے-

بہرحال چند اورآداب جوقرآن وحدیث سے معلوم ہوتے ہیں، درج ذیل ہیں :

* آغازمیں "تعوذ"یعنی أعوذ بالله من الشیطان الرجیم پڑھا جائے – جیسا کہ سورۃ النحل میں ہے- (النحل:۹۸)

* سورۂ توبہ کے علاوہ ہرسورت کے شروع کرنے سے پہلے "بسملہ "یعنی بسم الله الرحمن الرحیم پڑھی جائے-

مومن ہروقت پاک ہی ہوتا ہے ،اسلئے ہرحالت میں مومن مرد اورعورت اوربچے قرآن کی تلاوت کرسکتے ہیں ، چاہے بے وضوہوں یا باوضو- باوضوہونا بہترہے- لیکن یہ لازمی شرط نہیں ،جیسا کہ بعض علماء کہتے ہیں- بلکہ چلتے پھرتے،اٹھتے بیٹھتے ہروقت ہرحالت میں قرآن پڑھا جاسکتا ہے، صرف ناپاک جگہوں میں پڑھنے سے اجتناب ضروری ہے-(اسکی تفصیل تفسیراحسن البیان میں سورۃ الواقعہ : ۷۹ کے حاشیے میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے)-

* قرآن کریم ترتیل اورتجوید سے پڑھا جائے –ترتیل کا مطلب ہے آہستہ آہستہ ،ٹہرٹہرکرآرام سے پڑھنا اورتجوید کا مطلب ہے ، تجوید کے

اصول وضوابط کا لحاظ رکھتے ہوئے پڑھنا، یعنی زیر،زبر،پیش کو
کسطرح پڑھنا ہے، الف ،واؤ وغیرہ حروف کوکیسے پڑھنا ہے ،کئی
لوگ زبرکوکھینچ کرالف اورالف کوبغیرکھینچے زبرکی طرح پڑھتے
ہیں، ھا کوحا اورحا کوھا پڑھتے ہیں، علاوہ ازیں اس طرح کی اورکئی
موٹی موٹی غلطیاں کرتے ہیں- اس قسم کی غلطیوں سے معنی کچھ کے
کچھ بن جاتے ہیں- اسلئے معتبراستاذ سے قرآن کریم کا لہجہ اورتلفظ
ضروردرست کرلیا جائے- تھوڑی سی محنت اورتوجہ سے مذکورہ
غلطیوں سے بچا جاسکتا ہے اوران غلطیوں سے ضروربچنا چاہئیے –
حس صوت کا اہتمام کیا جائے: نبی ﷺ کا فرمان ہے: ((زیّنوا القرآن
باصواتکم فإ ن الصوت الحسن یزید القرآن حسناً)) **(صحیح الجامع الصغیر،ح: ۳۵۸۱)**

"قرآن کواپنی آوازوں کے ساتھ سنوارو، اسلئے کہ خوب صورت آواز
قرآن کے حسن کوبڑھادیتی ہے-"

ایک دوسری روایت میں ہے، آپ ﷺ نےفرمایا : ((لیس منا من لم یتغنّ
بالقرآن)) **(صحیح البخاری، التوحید،باب قول اللہ تعالی(وأسرو قولکم أواجھروا بہ.... الآیۃ) ،ح: ۷۵۲۷،سنن أبی داود،الوتر،باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ ،ح: ۱۴۶۹)**

"وہ شخص ہم(مسلمانوں) میں سے نہیں " کا مطلب ہے، ہمارے
طریقے اورسنت پرنہیں اورغناء کےساتھ پڑھنے کا مطلب، گانے کی
طرح تکلف اورتصنع سے پڑھنا نہیں ہے، جیسے آج کل بہت سے قاری
بالخصوص مصرکے بعض قراء پڑھتے ہیں- بلکہ اسکا مطلب تجوید
وحسن صوت کے ساتھ ایسے سوزسے پڑھنا ہے جس سے رقت طاری
ہو- اسمیں بھی گویا خوش آوازی اورسوزی سے قرآن پڑھنے کی

ترغیب ہے، تاہم یہ ضروری ہے کہ حرفوں کی ادائیگی اس طرح ہوکہ اسمیں کمی بیشی نہ ہو-

آج کل ہمارے دن کا آغازاخبارپڑھنے یا ٹی وی پرخبرسننے سے ہوتا ہے- اس معمول کوبدلنے کی شدید ضرورت ہے،ایک مسلمان کے یومیہ معمولات کا آغازنمازفجراورتلاوت کلام پاک سے ہونا چاہئے-روزانہ صبح سب سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے ،اسکےلئے جتنا وقت وہ نکال سکے،نکالے-

* تاہم قرآن کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ زیادہ پڑھنے کا شوق رکھنےوالا، ایک دن میں زیادہ سے زیادہ دس پارے پڑھے – اسلئے کہ نبی ﷺ نے تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنے سے منع فرمایا ہے- **(فتح الباری،فضائل القرآن ، با ب فی کم یقرأ القرآن : ۱۲۱/۹،طبع دارالسلام)**

* قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت ،اسکے معانی ومطالب پربھی غوروتدبرکرے،تاکہ اس پراللہ تعالی' کی جلالت وعظمت کا نقش قائم ہواوراس پرخوف ورقت کی کیفیت طاری ہو- حدیث میں آتا ہے،نبی ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کرسناؤ،انہوں نے کہا، اللہ کےرسول آپ پرتوقرآن نازل ہواہے، کیا میں آپ کوپڑھکرسناؤں- آپ نے فرمایا ،ہاں میں اپنے علاوہ کسی سے سننا چاہتا ہوں- چنانچہ انہوں نے سورۂ نساء سنانی شروع کی،جب وہ آیت: ﴿ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلاء شَهِيدًا﴾ سورة النساء (٤١) پرپہنچے،توحضورﷺ نے انہین فرمایا ،بس کرو- حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے

قراءت بند کرکے حضورﷺ کی طرف دیکھا، توآپکی آنکھوں سے آنسوجاری تھے-

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:(یستحب البکاء مع القراءة وعندها،وطریق تحصیله أن یحضرقلبه الحزن والخوف یتأمل ما فیه من التهدید والوعید الشدید والوثائق والعهود ثم ینظرتقصیره في ذالك، فإن لم یحضره حزن فلیبك علی قدرذالك وانه من أعظم المصائب)

(فتح الباری،فضائل القرآن،باب البکاء عند قراءة القرآن: ۱۲۳/۹ ،طبع دارالسلام ،الریاض)

"قرآن پڑھتے اورسنتے ہوئے رونا مستحب (پسندیدہ) ہےاوراس رونے کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ اس قرآن میں، اللہ کے بیان کردہ تہدید، سخت وعید اوراسکے عہدومیثاق پرغورکرکے ،اپنے دل میں خوف وحزن کوحاضرکرے، پھراپنی تقصیروں کودیکھے، جوان کی بابت اس سے ہوئیں- اگرخوف وحزن کی کیفیت پیدا نہ ہو،تواسکے فقدان پرروئے کہ یہ بھی ایک عظیم آفت ہے-"

قرآن کریم کا جتنا حصہ کسی کویاد ہو، وہ اسے دھراتا اورپابندی سے پڑھتا رہے تاکہ وہ یاد رہے اوراسے بھول نہ جائے-علاوہ ازیں قرآن مجید کا کچھ نہ کچہ حصہ ہرمسلمان کوضروریا د رکھنا چاہئے ،تاکہ وہ نمازوں میں اورقیام اللیل (نمازتہجد) میں پڑھ سکے- قرآن مجید کے یاد شدہ حصوں کی یہ حفاظت اسلئے ضروری ہے کہ نسیان پرجوسخت وعید ہے،انسان اس سے بچ جائے- علاوہ ازیں نبیﷺ کا فرمان ہے((إنما مثل صاحب القرآن کمثل صاحب الإبل المعلّقة إن عاهد علیها أمسكها وإن أطلقهاذهبت))**(صحیح البخاری،فضائل القرآن،باب استذکارالقرآن وتعاہدہ،ح:۵۰۳۱)**

"صاحب قرآن کی مثال(قرآن کے یاد رکھنےمیں) اونٹوں والے کی سی ہے جورسّی سے بندھے ہوئے ہوں- اگروہ اونٹوں کی حفاظت ونگرانی کرے(اورانہیں باندھ کررکھے) تووہ ان کی حفاظت میں کامیاب رہے گا اوراگروہ رسّی سے باندھے بغیران کوچھوڑدے گا، تووہ بھاگ جائیں گے-"

ایک دوسری روایت میں ہے: ((تعاهدواالقرآن فوالذي نفسی بیده لهوأشد تفصّیامن الإبل في عُقُلها)) **(صحیح البخاري، فضائل القرآن،باب استذكارالقرآن وتعاهده،ح: ۵۰۳۳)**

"قرآن کی حفاظت کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ قرآن(سینوں سے) اس طرح تیزی سے نکل جاتا ہے کہ اتنی تیزی سے اونٹ بھی رسیاں تڑا کرنہیں بھاگتے-"

ان دونوں حدیثوں سے واضح ہے کہ پابندی سے قرآن کی تلاوت نہایت ضروری ہے تاکہ یاد شدہ حصے یاد رہیں ، علاوہ ازیں پابندی سے قرآن پڑھنے کی صورت میں غیرحافظ بھی قرآن روانی سے پڑھ لیتا ہے ،ورنہ کبھی کبھی پڑھنےوالے کے لہجے میں روانی اورسلاست نہیں آتی – اسلئے پابندی سے قرآن کی تلاوت حافظ وغیرحافظ دونوں کے لئے یکساں مفید اورضروری ہے-

فہم وتدبّراورعمل کرنے کی ضرورت

قرآن کریم کی تلاوت بجائے خود اجروثواب کا باعث ہے، چاہے پڑھنے والا اسکے معانی ومطالب کوسمجھتا ہویا نہ سمجھتا ہو۔اسکے ایک ایک حرف پردس دس نیکیاں ہرپڑھنے والے کوملیں گی، جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ تاہم یہ محض اللہ کا فضل وکرم ہے کہ وہ ہرپڑھنے والے کو اجرعظیم سے نوازتا ہے – لیکن بغیرسمجھکر پڑھنے سے ثواب تویقیناً مل جائے گا،لیکن قرآن کے نزول کا جو اصل مقصد ہے ،وہ اسے حاصل نہیں ہوگا۔ وہ مقصد کیا ہے؟ ہدایت اورروشنی ،یہ توصرف اسے ہی ملے گی جوقرآن کوسمجھنے کی اوراسکے معانی ومطالب سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ آج اس قرآن کے پڑھنے والے تولاکھوں نہیں، کروڑوں کی تعداد میں ہیں، لیکن اسمیں بیان کردہ اصول وضوابط اورتعلیمات وہدایات کوسمجھنے والے کتنے ہیں؟

تھوڑے ،بالکل تھوڑے، ۔حالانکہ اللہ تعالی' نے فرمایا ہے: ﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴾ سورۃ القمر (۱۷)

"ہم نے قرآن کو آسان کیا ہے نصحت حاصل کرنے کیلئے ،کیا پس کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔"

اوریہ واقعہ ہے کہ گوقرآن کریم اعجازوبلاغت اورنظم ومعانی کے مشکلات واسرارکے اعتبارسے دنیا کی عظیم ترین کتاب ہے جسکے دقائق وغوامض کی نقاب کشائی کے لئے مختلف اندازسے توضیح وتفسیرکا ایک ناقابل متناہی سلسلہ چودہ صدیوں سے قائم ہے، مگراس کے عجائب وغرائب ختم ہونے میں نہیں آتے۔ لیکن اسکے باوجود عمل

کی حد تک یہ آسان ترین کتاب بھی ہے – اس سے ہرشخص علم بدیع وبلاغت کی کتابیں پڑھے اورصرف ونحوکے قواعد جانے بغیربھی ہدایت ورہنمائی حاصل کرسکتا ہے- یہ بھی قرآن کا ایک اعجازہی ہے کہ علمی طورپرمشکل ترین ہونے کے باوصف عمل کیلئے یہ آسان ترین بھی ہے- بنابریں ہرمسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کو محض تبرک کے طورپرہی نہ پڑھا کرے ،بلکہ اسے سمجھنے کی بھی کوشش کیا کرے، تاکہ وہ اسکے اصل مقصد نزول ... ہدایت ..کوبھی حاصل کرسکے-

علاوہ ازیں قرآن کریم پرتدبراوراسے سمجھنے سے اصل مقصد الله کی مرضی ومنشا معلوم کرکے اس پرعمل کرنا ہو، نہ کہ محض اسکے لطائف ودقائق اوراسکے اسرارو غوامض سے واقفیت حاصل کرنا- کیونکہ یہ واقفیت توعربوں کوحاصل ہے، ان کی زبان عربی ہے اوراس بناپروہ قرآن کے مطالب ومعانی سے نا آشنا نہیں ہیں- لیکن چونکہ انکا عمل قرآن پرنہیں ہے، اسلئے دیگرمسلمانوں کی طرح وہ بھی دنیا میں مغلوب ہی ہیں- ۳۰لاکھ یہودی گیارہ کروڑعربوں پرحاوی ہیں- یہ قرآن سے اعراض وگریزکی وہ سزا ہے جوالله تعالیٰ مسلمانوں کواس دنیا ہی میں دے رہا ہے- اسلئے قرآن کوسمجھ لینا ہی کافی ہے ،اس پرعمل کرنا بھی ضروری ہے اورجب تک مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی قرآن کے سانچے میں نہیں ڈھلے گی، ان کے شب وروزکے معمولات قرآنی ہدایات کے تابع نہیں ہوں گےاورمسلمان قرآن کواپنا رہنمائے زندگی تسلیم نہیں کریں گے، ان کی ذلت وادبارکا یہ دورختم نہیں ہوگا، ان کی مشکلات کم نہیں ہوں گی اوران کی وہ عظمت

رفتہ بحال نہیں ہوگی جس کے وہ خواہش مند ہیں اورجس سے قرون اولی' کے مسلمان بہرہ یاب تھے- اقبال رحمۃ اللہ نے سچ کہا تھا :

وہ زمانے میں معززتھے مسلماں ہوکر

اورہم خوارہوئے تارک قرآں ہوکر

آخرمیں رب کریم سے دعا ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کی فہم وتدبّر کے ساتہ تلاوت کرنے اوراسکے احکام وفرامین پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

مراجعہ :

محتاج دعا

abufaisalzia@yahoo.com